OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July–September -2023
Vol: 8, Issue: 31
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

امام ابن حبان کے علمی مبلغ میں عصری محققینِ اسلام کے لیے تحقیق کا رجحان

A Trend of Research for Contemporary Islamic Scholars in Imam Ibn Hiban's Scholarly Preaching

Muhammad Naveed
Ph.D. Graduate, Department of Islamic Studies,University of Gujrat, Gujrat,Pakistan:
h.m.naveed91@gmail.com
Ayaz Akhter
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia,MY University, Islamabad, Pakistan:
ayaz502000@gmail.com

Abstract

Imām Ibn -e- Ḥibān is recognized as a muhaddith and knowledge expert in Islamic world. He is well known author of so many books. The scholars and educationalists mostly utilize his knowledge, treasure and get a good deed of experience and practice. There from Imām Yāqūt al-Ḥamawī confessing his supremacy of knowledge gave him a title as ocean of the knowledge. But alas he could not get the maximum favor of the scholars of that time and after whereas. As like as the leading personalities of the SEHAH E SITTAH. There is an unavoidable need to put a lot of struggle on his work and conduct according to his honor and stage, bestowed to him by the God almighty. Particularly it is needful to make lightened, his humble services in his special status in Hadith as well. We are briefly giving hereunder his educational circumstances and output of his work in this topic. Method of research adopted in this article is narrative and analytical. Imām Ibn-e- Ḥibān is very important personality in field of Hadith and its relevant sciences, and there is need in this era to highlight his precious work, so that the contemporary Islamic Scholars can follow his footsteps.

Keywords: Ibn E Ḥibān, contemporary scholar, knowledge expert, Islamic

امام ابن حبان عالم اسلام کی ایک عظیم علمی شخصیت اور محدث کبیر ہیں، آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، علماء و فضلاء اکثر آپ کے علمی سرمایہ سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ امام یاقوت حموی نے آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے "بحرالعلوم" (علوم میں سمندر) کا بلند ترین لقب دیا ہے۔[1] البتہ امام ابن حبان کو اہل علم کی وہ پذیرائی نہ مل سکی، جو آئمۂ صحاح ستہ کے حصہ میں آئی، اس لیے عصر حاضر میں امام صاحب کی قدر و منزلت اور آپ کے احوال و آثار پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے، خصوصا آپ کے علمی مقام اور علوم حدیث میں آپ کی تحقیقات و خدمات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، اور عصری محققینِ اسلام کو آپ کے علمی سرمایہ سے اخذ و استفادہ کی اشد ضرورت ہے۔ ہم اس ضمن میں اختصار کے ساتھ امام ابن حبان کا علمی مبلغ، اقوالِ علما کی روشنی میں بیان کر رہے ہیں۔

امام ابن حبان کا علمی مبلغ:

امام محمد بن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام "محمد" اور کنیت ابو حاتم ہے۔ اسم منسوب آپ کے جد امجد "تمیم بن مر" کی وجہ سے تمیمی ہے، جن کا سلسلۂ نسب الیاس بن مضر پر جا کر نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ امام ابن حبان کا دوسرا اسم منسوب "بستی" ان کے آبائی شہر "بست" کی وجہ سے ہے۔ یہ مشہور تاریخی علاقے خراساں کے صوبے سجستان کا ایک شہر ہے[2] اور موجودہ دور میں یہ افغانستان کا حصہ ہے۔[3] جبکہ امام ابن حبان کا تیسرا اسم منسوب "سجستانی" آپ کے علاقے "سجستان" کی نسبت سے ہے۔ آپ کا اسم مشہور "ابن حبان" ہے۔ امام ابن بلبان اور علامہ مرزوق بن ابراہیم کی تحقیق کے مطابق امام ابن حبان کا سلسلۂ نسب "محمد بن حبان بن احمد بن حبان ابن معاذ بن معبد (ایک باء کے ساتھ) بن سعید بن سہید، ایک قول کے مطابق بن معبد بن ہدیہ ابن مرہ بن سعد بن یزید بن مرہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن

---

[1] شہاب الدین یاقوت الحموی، معجم البلدان (بیروت: دار صادر، 1977ء)، ج 1، ص 415۔
Shihāb al-Dīn Yāqūt al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān (Beirut: Dār Ṣādir, 1977), 1:415.

[2] عبید اللہ بن عبد اللہ ابن خرداذبہ، المسالک والممالک، بیروت: دار صادر افست لیدن، 1889ء)، 243۔
Ubaidullah ibn ʿAbdullah ibn Khurdādhbah, Al-Masālik wa al-Mamālik, Beirut: Dār Ṣādir Afst Leiden, 1889, p. 243.

[3] ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی، مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، تحقیق۔ مرزوق علی ابراہیم (المنصورہ: دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1411ھ / 1991ء)، مقدمۃ المحقق، 13۔
Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥabān al-Tamīmī, Mashāhir ʿUlamāʾ al-Amṣār wa Aʿlām Fuqahāʾ al-Aqṭār, Edited by Marzūq ʿAlī Ibrāhīm (Al-Manṣūrah: Dār al-Wafāʾ li-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1411 H/1991), Muqaddimah al-Muhqqiq, p. 13.

نزار بن معد بن عدنان ابو حاتم تمیمی بستی" ہے۔[4] امام ابن حبان 270 اور 280 صدی ہجری کے وسط میں پیدا ہوئے ہیں، اکثر مؤرخین کے نزدیک امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ 280 ہجری سے کچھ عرصہ قبل پیدا ہوئے تھے، تاہم بقول امام ذہبی کے 270 ہجری سے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئے۔[5] امام ابن حبان کے ابتدائے علم کی بابت کچھ خاص لکھا نہیں گیا کہ آپ نے علم کی ابتداء کہاں اور کس سے کی؟ آپ کی علم کی طرف توجہ کیسے ہوئی؟ آیا آپ کے والد یا والدہ نے آپ کو حصول علم کی طرف توجہ دلائی یا عزیز و اقارب میں سے کسی نے، یا علماء میں سے کسی نے آپ کی توجہ حصول علم کی طرف مبذول کرائی۔ لیکن غالب گمان یہی ہے کہ آپ اپنے علاقے "بست" کے علماء کی وجہ سے حصول علم کی طرف متوجہ ہوئے، کیونکہ آپ سے پہلے بھی وہاں کے کئی علماء نے علم کے میدان میں نام کمایا، جیسا کہ امام حموی نے "بست" کی بابت ذکر کیا:

"وقد خرج منها جماعة من أعيان الفضلاء، منهم: الخطابي أبو سليمان أحمد بن محمد البستي صاحب معالم السنن وغريب الحديث وغير ذلك... وإسحاق بن إبراهيم بن إسماعيل أبو محمد القاضي البستي۔"[6]

"("بست") سے فضلاء کی ایک جماعت ہے جن میں الخطابی ابو سلیمان احمد بن محمد البستی صاحبِ معالم السنن وغریب الحدیث وغیرہ۔۔۔ اور اسحاق بن ابراہیم بن سماعیل ابو محمد القاضی البستی ہیں۔"

امام ذہبی اور امام ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:

"طلب العلم على رأس سنة ثلاث مائة"[7]

---

[4] ایضاً ؛ امیر علاء الدین علی ابن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ط1، 1408ھ، 1988ء)، المقدمہ، ج1 ص97 (حِبان کے لفظ میں "ح" کے نیچے زیر اور باء ایک ہے، بحوالہ مذکورہ)۔

Ibid; Amīr Alaa Al-Din Ali Ibn Bālbān, Al-Ihsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn e Ḥibān (Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1st edition, 1408 H / 1988 CE), Al-Muqaddimah, 1:97

[5] شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، سیر اعلام النبلاء (مؤسسۃ الرسالہ، ط3، 1405ھ، 1985ء)، ج16، ص93۔

Shams al-Din Muhammad ibn Ahmad Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ (Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 3rd edition, 1405 H / 1985 CE), 16:93.

[6] یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج1، ص415۔

Yāqūt al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:415.

[7] شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال (بیروت، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ط1، 1382ھ، 1963ء)، ج3، ص506؛ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، لسان المیزان (بیروت: مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، ط2، 1390ھ، 1971ء)، ج5، ص112۔

”(امام ابن حبان نے) تیسری صدی ہجری کے اختتام پر علم طلب کرنے کا آغاز کیا۔“

اس وقت آپ کی عمر 20 برس سے زائد تھی۔ علم کی راہ پر قدم رکھنے کے بعد امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ علماء کی عادت پر گامزن ہوئے، پس آپ نے حصول علم کے لیے قرب و بعد کے اسفار کیے، اور اسناد عالیہ اور مختلف علوم کی طلب میں کبار علماء کے علاقوں کا قصد کیا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (امام ابن حبان) کے حصول علم میں اَسفار کی بابت فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر (امام ابن حبان) ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی سے ملے، اور بصرہ میں ان سے اور زکریا ساجی سے (احادیث) سماعت کیں۔ مصر میں ابو عبد الرحمٰن النسائی، اسحٰق بن یونس منجنیقی اور چند اور (علماء) سے سماع کیا۔ موصل میں ابو یعلیٰ احمد بن علی، نسا میں حسن بن سفیان، جرجان میں عمران بن موسیٰ بن مجاشع السختیانی، بغداد میں احمد بن حسن بن عبد الجبار صوفی اور ان کے طبقے سے سماع کیا۔ دمشق میں جعفر بن احمد، محمد بن خریم اور کئی (علماء) سے، نیشاپور میں ابن خزیمہ، سراج اور ماسرجسی سے، عسقلان میں محمد بن حسن بن قتیبہ سے، اور بیت المقدس میں عبد اللہ بن محمد بن سلم سے سماع کیا۔ طبریہ میں سعید بن ہاشم، ہرات میں محمد بن عبد الرحمٰن سامی اور حسین بن ادریس سے، تستر میں احمد بن یحیٰ بن زہیر، منبج میں عمر بن سعید، ابلہ میں ابو یعلیٰ بن زہیر، حران میں ابو عروبہ، مکہ میں مفضل جندی، انطاکیہ میں احمد بن عبید اللہ دارمی جبکہ بخارا میں عمر بن محمد بن بجیر سے (احادیث) سماع کیں۔[8] امام ابن حبان کی ذات میں طلبِ علم کی جستجو، شوق، لگن، اور دلچسپی بڑی حد تک پائی گئی، یہی وجہ ہے کہ اپنے زمانہ کے کثیر علماء و مشائخ سے آپ نے اکتسابِ علم کیا، اور اسی سلسلہ میں دور دراز کے کٹھن اسفار کیے، تاہم یہ اسفار آپ کے طلبِ علم کی جستجو میں کسی کمی کا باعث نہ بنے، بلکہ دلچسپی، شوق اور لگن میں مزید اضافہ کا باعث قرار پائے، اور انہی وجوہ کی بنا پر آپ امام زمانہ قرار پائے۔ ابو حامد احمد بن محمد بن سعید النیسابوری کہتے ہیں کہ ہم، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے ساتھ کسی راستے میں تھے اور ہمارے ساتھ ابو حاتم البستی (امام ابن حبان) تھے اور یہ (بار بار امام ابن خزیمہ) سے سوال کر کے تنگ کرتے، تو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے (امام ابن حبان) کو کہا: اے بارد! مجھ سے الگ ہو جا اور مجھے تکلیف نہ دے یا اس جیسا کوئی کلمہ کہا (یعنی بار بار سوال کر کے مجھے تنگ نہ کرو)، تو ابو حاتم (امام ابن حبان)

Shams al-Din Muhammad ibn Ahmad Dhahabī, Mizān al-Iʿtidāl fī Naqd al-Rijāl (Beirut: Dār al-Maʿrifah li'l-Ṭibāʿah wa al-Nashr, 1st edition, 1382 H / 1963 CE), 3:506; Ahmad ibn ʿAlī Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Lisān al-Mīzān (Beirut: Mu'assasat al-Alamī li'l-Maṭbūʿāt, 2nd edition, 1390 H / 1971 CE), 5:112.

[8] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص93۔

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:93.

نے ان کی یہ بات لکھ لی۔ آپ سے (بطور تعجب) پوچھا گیا، کیا آپ نے یہ بھی لکھ لیا؟ آپ نے جواب دیا ہر بات جو وہ کہتے ہیں، میں لکھ لیتا ہوں۔[9] امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ امام ابن حبان نے مختلف علماء و مشائخ و آئمہ احادیث سے روایات نقل کرنے کے بعد تصانیف کا آغاز کیا اور حدیث میں ایسی تصنیف پیش کی جس کی مثال پہلے نہیں تھی۔ خراساں کے شہر سمرقند وغیرہ میں قاضی بھی رہے۔ پھر یہ 334 ہجری میں نیشاپور تشریف لے آئے، بعد ازاں نساء اور دیگر علاقوں کے قاضی کے فرائض سرانجام دینے کے لیے نیشاپور سے چلے گئے، اور 337 ہجری میں واپس آگئے اور یہیں قیام اختیار کیا۔ یہاں ایک خانقاہ بنائی، جس سے ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے ان سے احادیث کا سماع کیا۔[10] اسی جذبے اور لگن سے آپ نے مختلف علوم وفنون پر عبور حاصل کیا، حتیٰ کہ آپ وقت کے امام، حافظ الحدیث، نیک عالم، علامۃ البحر (اپنے وقت کے) امام، حجۃ، حدیث، فقہ، لغت، اور وعظ وغیرہ علوم میں ماہر، طب، نجوم اور کلام کے علوم کو محفوظ کرنے والے بن گئے، اور نہ صرف ان کثیر علوم وفنون کو اپنے سینے میں دفن کیے رکھا، بلکہ عوام الناس تک اس کو پھیلانے میں سرگرم عمل رہے۔

امام ابن حبان کی کتب اور رسائل:

امام ابن حبان رحمہ اللہ کثیر کتب کے مصنف و مؤلف ہیں، اور مختلف علوم وفنون پر آپ رحمہ اللہ کی قلم نے حرکت کی، جو کہ آپ کے علم، فراست اور دانشمندی کی واضح علامت ہیں۔ مختلف علماء نے امام ابن حبان کی تقریباً 70 کتب کے بارے میں نشاندہی کی ہے،[11] مسعود بن ناصر نے کہا ہے کہ (امام ابن حبان کی) یہ تالیفات

---

[9] یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج1، ص419۔

Yāqūt al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:419.

[10] شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، (بیروت: لبنان، دار الکتب العلمیہ، ط1، 1419ھ 1998ء)، ج3، ص90؛ ابن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، المقدمہ، ج1، ص98۔

Shams al-Din Muhammad ibn Ahmad Dhahabī, Tadhkirat al-Ḥuffāẓ (Beirut, Lebanon: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1st edition, 1419 H / 1998 CE), 3:90; Ibn Bālbān, Al-Ihsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn e Ḥibān, Al-Muqaddimah, 1:98.

[11]۔ کتاب کے نام سے پہلے نمبر لگا گیا ہے، تاکہ شمار کرنے میں آسانی رہے:

"1۔ تاریخ الثقات 2۔ عِلَلُ أَوهَامِ المُؤرخِينَ (ایک جلد) 3۔ علل مناقبِ الزهري (20 اجزاء) 4۔ علل حديث مالكٍ (10 اجزاء) 5۔ عِلَلُ مَا أَسندَ أَبُو حَنِيْفَةَ (10 اجزاء) 6۔ ماخالف فيه سفيان شعبة (3 اجزاء) 7۔ ماخالف فيه شعبة سفيان (2 اجزاء) 8۔ ما انفرد بِه أَهل المدينة من السنن (ایک جلد) 9۔ ما انفرد بِه المكيون (چھوٹی جلد) 10۔ ما انفرد بِه أَهل العراق (ایک جلد) 11۔ ما

انفرد بہ أھل خراسان(چھوٹی جلد)12۔ ما انفرد بہ ابن عروبۃ عن قتادۃ، أوْ شعبۃ عن قتادۃ(چھوٹی جلد)13۔ غرائب الاخبار(ایک جلد)14۔ غرائب الکوفیّین(10 اجزاء)15۔ غرائب أھل البصرۃ(8 اجزاء)16۔ الکنی(چھوٹی جلد)17۔ الفصل والوصل(ایک جلد)18۔ الفصل بین حدیث أشعث بن عبد الملک، وأشعث بن سوّارٍ(2 اجزاء)19۔ (کتاب)موقوف ما رفع(10 اجزاء)20۔ مناقب مالکٍ21۔ مناقب الشّافعي22۔ (کتاب)المعجم علی المدن(10 اجزاء)23۔ الأبواب المتفرّقۃ(3 جلدیں)24۔ أنواع العلوم وأوصافھا(3 جلدیں)25۔ الھدایۃ إلی علم السّنن(ایک جلد)26۔ قبول الاخبار"(ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص95)

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:95.

"27۔کتاب الصحابۃ(5 اجزاء)28۔کتاب التابعین(12 اجزاء)29۔کتاب اتباع التابعین(15 اجزاء)30۔کتاب تبع الاتباع (17 اجزاء)31۔کتاب تبّاع التبع(20 اجزاء)32۔کتاب الفصل بین النقلۃ(10 اجزاء)33۔کتاب ما عند شعبۃ عن قتادۃ ولیس عند سعید عن قتادۃ(2 اجزاء)34۔کتاب غرائب الأخبار(20 اجزاء)35۔کتاب ما أغرب الکوفیون عن البصریین(10 اجزاء) 36۔کتاب ما أغرب البصریون عن الکوفیین(8 اجزاء)37۔کتاب أسامی من یعرف بالکنی(3 اجزاء)38۔کتاب کنی من یعرف بالاسامی(3 اجزاء)39۔کتاب التمییز بین حدیث النضر الحدّانی والنضر الخزّاز(2 اجزاء)40۔کتاب الفصل بین حدیث أشعث بن مالک وأشعث بن سوار(2 اجزاء)41۔کتاب الفصل بین حدیث منصور بن المعتمر ومنصور ابن راذان(3 اجزاء)42۔کتاب الفصل بین مکحول الشامی ومکحول الأزدی(1 جز)43۔کتاب موقوف ما رفع(10 اجزاء)44۔کتاب آداب الرجالۃ(2 اجزاء)45۔کتاب ما أسند جنادۃ عن عبادۃ(1 جز)46۔کتاب الفصل بین حدیث نور بن یزید ونور بن زید(1 جزء)47۔کتاب ما جعل عبد اللہ بن عمر عبید اللہ بن عمر(2 جز) 48۔کتاب ما جعل شیبان سفیان أو سفیان شیبان(3 اجزاء) 49۔کتاب المقلّین من الحجازیین(10 اجزاء)50۔کتاب المقلّین من العراقیین(20 اجزاء) 51۔کتاب الجمع بین الأخبار المتضادّۃ(2 جز) 52۔کتاب وصف المعدل والمعدّل(2 جز)53۔کتاب الفصل بین حدثنا وأخبرنا(1 جز)54۔کتاب الجرح والتعدیل 55۔کتاب شعب الإیمان 56۔کتاب صفۃ الصلاۃ"(الحموی: معجم البلدان، ج1، ص417-418)

Al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:417-418.

"57۔کتاب محجۃ المبتدئین 58۔کتاب العالم والمتعلم 59۔کتاب حفظ اللسان 60۔کتاب مراعاۃ العشرۃ 61۔کتاب الوداع والفراق62۔کتاب الثقۃ باللہ 63۔کتاب التوکل64۔کتاب مراعاۃ الاخوان65۔کتاب الفضل بین الغنی والفقر66۔کتاب السخاء والبذل"(ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی، روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء(بیروت: دار الکتب العلمیہ، س،ن)مذکورہ کتب کے صفحات نمبر بالترتیب یہ ہیں:33،41،50،92،114،132،157،182،224،229)

Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥabān al-Tamīmī, Rawḍat al-ʿUqalāʾ wa-Nuzhat al-Fuḍalāʾ (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, n.d.).

"67۔کتاب الاجتماع والاختلاف"(ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی، الثقات(حیدر آباد الدکن الھند: دائرۃ المعارف العثمانیہ، ط1، 1393ھ، 1973ء)، ج8، ص158)

بہت کم دستیاب ہیں، کیونکہ وہ اپنی کتب کو (کسی مخصوص) گھر (لائبریری وغیرہ) میں وقف کر دیتے تھے۔ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے معاملات کی کمزوری (یعنی توجہ نادینا) اور مفسدین کا غالب آجانا ان کتب کے ضیاع کا سبب بنا۔[12] امام ابن حبان کی یادگار مطبوعہ و مشہورہ کتب کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

1۔ المسند الصحیح (صحیح ابن حبان کے نام سے مشہور ہے)

2۔ الثقات (یہ ثقہ راویوں کے بارے میں ہے)

3۔ معرفۃ المجروحین (یہ صرف ضعیف اور متروک راویوں کے بارے میں ہے)

4۔ مشاہیر علماء الامصار (یہ تقریبا 1600 اہل علم کے حالات پر مشتمل ہے)

5۔ روضۃ العقلاء ونزہۃ الفضلاء (اخلاقیات کے بارے میں ہے)

چونکہ امام ابن حبان نے بڑی دل لگی سے مختلف علوم وفنون پر عبور حاصل کیا تھا، مزید برآں آپ وقت کے امام، حافظ الحدیث، نیک عالم، علامۃ البحر، حجۃ، حدیث، فقہ، لغت، اور وعظ وغیرہ علوم میں ماہر، طب، نجوم اور کلام کے علوم کو محفوظ کرنے والے بن گئے، لہذا آپ کی شان ورتبہ کے یہی لائق تھا کہ آپ ان علوم کو کتب میں محفوظ فرماتے، تاکہ علماء سے لے کر عوام الناس تک سب اس سمندر سے سیراب ہوتے، یہی وجہ ہے کہ آپ اس زمانہ میں کثیر کتب کے مصنف ٹھہرے، لیکن بدقسمتی سے عصرِ حاضر میں امام ابن حبان کی مذکورہ بالا کتب میں سے چند ایک ہی دستیاب ہیں، امام ابن حبان کی عظیم المرتبت کتب کثیرہ پہلے تو موجود تھیں، لیکن ان کے مابعد نے ان کتب کی حفاظت نہ کی، امام خطیب اس ذخیرے کے ضیاع پر بطور حسرت فرماتے ہیں کہ ان جیسی عظیم المرتبت کتب کے نسخوں کا کثیر تعداد میں ہونا لازم تھا، تاکہ اہل علم ان میں غوطہ زن ہوتے، ان کو محفوظ کرنے کی غرض سے لکھتے اور مجلد بناتے،

Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥabān al-Tamīmī, Al-Thiqāt (Hyderabad Deccan, India: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, 1st edition, 1393 H / 1973 CE), 8:158.

"68۔ کتاب شرائط الاخبار" (ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین (حلب: دار الوعی، ط1، 1396ھ)، ج2، ص209)

Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥabān al-Tamīmī, Al-Majrūḥīn min al-Muḥaddithīn wa al-Ḍaʿafāʾ wa al-Maqtūʿīn (Ḥalab: Dār al-Waʿī, 1st edition, 1396 H), 2:209.

"69۔ کتاب الخلفاء" (ابن حبان، الثقات، ج2، ص337)۔

Ibn e Ḥibān, Al-Thiqāt, 2:337.

[12] ۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص95۔

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:95.

بقول امام خطیب کے وہاں کے باسیوں کے علم کے محل، فضیلت اور ان کے علم میں زہد اور رغبت کے کم ہونے کی وجہ اور علم کی بصیرت نہ ہونا، ان عظیم المرتب کتب کے ضیاع کا سبب بنا۔[13] باوجود دیکہ آپ کی کثیر کتب ضائع ہو گئیں، تاہم آپ کی بعض کتب کو اہل علم کے ہاں ایک اہم مقام حاصل ہے، جن میں سے سب سے زیادہ "المسند الصحیح علی التقاسیم والانواع من غیر وجود قطع فی سندھا ولا ثبوت جرح في ناقلیھا"[14] بنام صحیح ابن حبان معروف ومقبول ہے۔

امام ابن حبان پر اعتراضات کا تنقیدی جائزہ:

بعض علماء نے غلط فہمی، جبکہ بعض نے بغض و حسد کی بناء پر امام ابن حبان پر اعتراضات کیے ہیں، اس کی بابت امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ابو اسمٰعیل عبد اللہ بن محمد انصاری کتاب "ذم الکلام" کے مئولف کہتے ہیں: میں نے عبد الصمد بن محمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ابو حاتم بن حبان کے قول "نبوت علم اور عمل ہے" کا انکار کرو، بعض لوگوں نے ان پر زندیقیت اور لادینیت کا حکم لگایا ہے اور اس معاملے میں اس وقت کے خلیفہ کو خط بھی لکھا گیا اور خلیفہ نے ابن حبان کو قتل کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ بقول امام ذہبی یہ حکایت غریب ہے، کیونکہ ابن حبان کبار آئمہ میں سے ہیں۔ انکے بارے میں غلطی سے مبرّا ہونے کا دعوٰی نہیں کیا جاسکتا، لیکن جس کلمہ کا اطلاق امام ابن حبان نے کیا ہے، اس کا اطلاق کبھی مسلمان بھی کرتا ہے اور لادین فلسفی بھی، ہاں مسلمان کا اس کلمہ کا اطلاق کرنا مناسب نہیں ہے، لیکن جب عذر ہو تو جائز ہے۔ بہر حال لادین فلسفی جو اس کلمہ سے مراد لیتا ہے وہ مسلمان کی مراد نہیں ہوتی، مندرجہ بالا قول سے امام ابن حبان نے مبتداء کا خبر میں حصر نہیں کیا اور اس کی مثال آپ ﷺ کا فرمان: "حج عرفہ ہے" ہے، حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ محض وقوف عرفہ کے ساتھ حج کرنے والا حاجی نہیں

---

[13] الحموی، معجم البلدان، ج1، ص418۔

Al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:418.

[14] شمس الدین محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (القاہرہ: دار الکتب المصریہ، ط2، 1384ھ، 1964ء)، ج3، ص74؛ محب الدین محمد بن عمر ابن رشید الفہری، السنن الابین والمورد الامعن فی المحاکمہ بین الامامین فی السند المعنعن، (المدینۃ المنورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریہ، ط1، 1417ھ)، 154۔

Shams al-Din Muhammad ibn Ahmad al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qur'ān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣrīyah, 2nd edition, 1384 H / 1964 CE), 3:74; Muhib al-Din Muhammad ibn ʿUmar Ibn Rushd al-Fahri, Al-Sunan al-Abīn wa al-Mawrid al-Amʿin fī al-Muḥākamah bayn al-Imāmayn fī al-Sanad al-Maʿnāʿan (Al-Madīnah al-Munawwarah: Maktabat al-Ghurabāʾ al-Athariyyah, 1st edition, 1417 H), p. 154.

کہلاتا۔ بلکہ اس پر کئی اور فرائض وواجبات ادا کرنے لازم ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اس فرمان سے حج کا اہم امور بتانا مقصود تھا۔ اسی طرح امام ابن حبان نے نبوت کے اہم امور بتائے۔ کیونکہ علم اور عمل میں کمال، نبی کی صفات کے کمال کی دلیل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے بغیر کوئی ایک بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور ہر وہ شخص جس میں علم و عمل پایا جائے ضروری نہیں کہ وہ نبی ہو کیونکہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے، انسان خود اس کو حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ اس سے تو علم لدنی اور عمل صالح پیدا ہوتے ہیں۔ تاہم فلاسفہ جو کہتے ہیں کہ نبوت علم و عمل سے حاصل کی جاسکتی ہے، یہ حقیقتاً کھلا کفر ہے۔ امام ابن حبان نے ایسا بالکل مراد نہیں لیا، جو انہوں نے مراد لیا وہ اس سے ماوراء ہے۔ اگرچہ انکی تقاسیم (صحیح ابن حبان) میں کئی اقوال، تاویلات بعیدہ، احادیث منکرہ اور کچھ عجائبات ہیں، لیکن انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ اپنی "صحیح" میں کسی کشف پر قادر نہیں، ہاں جو ان کے پاس محفوظ تھیں، وہ ذکر کر دیں۔ اسکی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی شخص کے پاس مصحف ہو اور وہ اس سے کوئی آیت اسی وقت تلاش کرنے پر قادر ہو گا ،جب اسکے پاس محفوظ ہو گی۔[15] حاصل کلام یہ ہے کہ امام ابن حبان نے جو کہا ہے "نبوت علم اور عمل ہے" اس کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ نبوت اکتسابی شے ہے، جس کو علم و عمل سے حاصل کیا جاسکتا ہے، یہ فلاسفہ اور زنادقہ کا قول ہے، امام ابن حبان کی طرف یہ معنیٰ منسوب کرنا بہت بعید ہے۔ جبکہ اسکا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، انسان خود حاصل نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ جسے چاہے اسے نواز دے اور نبی کی خوبی یہ ہے کہ وہ علم و عمل میں کامل ہوتا ہے، یہ اہل السنت کا قول ہے اور یہی امام ابن حبان کی مراد ہے۔ لیکن آپ کے بعض مخالفین علما نے بغض وحسد کی بنا پر آپ کی طرف غلط معنیٰ منسوب کر دیا اور لوگوں کو آپ سے دور کرنے کی کوشش کی، تاہم ان کی یہ کوشش ایک بڑی حد تک رائیگاں گئی۔ امام ابن حجر العسقلانی نے بھی امام ابن حبان پر لگائے گئے ایک اعتراض کا مناقشہ کیا ہے، لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابو اسماعیل انصاری کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن عمار سے ابو حاتم بن حبان کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: میں نے ان (ابن حبان) کو دیکھا ہوا ہے اور ہم نے ان کو سجستان سے نکال دیا تھا۔ ان (امام ابن حبان) کے پاس علم تو بہت تھا، لیکن دین کے معاملے میں کمزور تھے، وہ ہمارے پاس آئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کی حد کا انہوں نے انکار کیا جس کی وجہ سے ہم نے ان کو نکال دیا۔ بقول امام ابن حجر عسقلانی امام ابن حبان کا اللہ تعالیٰ کی حد کا انکار کرنا اور یحیٰ بن عمار لوگوں کا حد کو ثابت کرنا، فضول کلام کی ایک قسم ہے۔ اور طرفین سے

---

[15] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص95-97

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16: 95-97.

سکوت زیادہ بہتر ہے، کیونکہ حد کی نفی اور حد کے اثبات کی کوئی واضح نص نہیں آئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی شے نہیں۔ پس جس نے حد کو ثابت کیا، اس کے خصم نے اس کو کہا کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی حد اپنے خیال سے ہی بنادی ہے ؟حالانکہ حد کو ثابت کرنے کی کوئی نص تمہارے پاس نہیں ہے۔ مزید بر آں محدود تو مخلوق ہوتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ تو اس سے پاک ومنزہ ہے۔ اس کے جواب میں اس کے مد مقابل نے کہا: تو نے اپنے رب کو معدوم کے برابر کر دیا ہے ؟ کیونکہ معدوم ہی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ بہر حال جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو منزہ مانا اور ایسے کلام سے سکوت اختیار کیا، وہ سلامتی والا ہے اور اسی نے سلف صالحین کی پیروی کی۔[16] اس اعتراض و جواب میں یہی معلوم ہو رہا ہے کہ امام ابن حبان کا یہ کلام اور مخالفین کا اعتراض دونوں فاسد ہیں، تاہم اس کا نتیجہ و فیصلہ کرتے ہوئے، امام ابن حجر عسقلانی خود فرماتے ہیں: ”والحق أن الحق مع بن حبان فيها“[17]

”اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس میں بھی حق (امام) ابن حبان کے ساتھ ہے۔“

لہذا اس اعتراض میں بھی امام ابن حبان کو محض بغض و حسد کی بناء پر نشانہ بنایا گیا ہے، اگرچہ اس کلام سے سکوت ہی میں فلاح و نجات ہے، تاہم اکثر علماء علم کلام کی اس بحث میں امام ابن حبان کا ساتھ دیتے ہیں، پس اس میں امام ابن حبان کو قصور وار ٹھہرانا، ان کے ساتھ ناانصافی کے مترادف ہے، جبکہ یہ بات طے ہے کہ اس نظریہ کے مد مقابل کے پاس تسلی بخش دلائل نہیں ہیں، جبکہ دوسری طرف امام ابن حبان کے اس نظریہ پر علم کلام کی کتب میں دلائل مذکور ہیں۔ اس تمام کلام سے امام ابن حبان کے ساتھ ناانصافی بیان کرنا مقصود ہے، مقالہ نگار ان دونوں مؤقف سے بری ہے، امام ابن حجر عسقلانی کے پہلے قول جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کلام سے سکوت میں نجات ہے، ہی مقالہ نگار کا مؤقف ہے۔ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

”وَقَالَ أَبُو عَمْرٍو بنُ الصلاحِ فِي (طبقَاتِ الشَّافِعِيَةِ) :غلطَ ابْنُ حِبَّانَ الغلطَ الفَاحشَ فِي تصرُّفَاتِهِ.قَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي أَثنَاءِ كِتَابِ (الأَنواعِ) :لَعَلَّنَا قَدْ كَتَبْنَا عَنْ أَكثَرَ مِنْ أَلفَي شَيْخٍ. قُلْتُ: كَذَا فلتكنِ الهممُ، هَذَا مَعَ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الفِقْهِ، وَالعَرَبِيَّةِ، وَالفضَائِلِ البَاهرَةِ، وَكَثْرَةِ التَّصَانِيْفِ.“[18]

---

[16] العسقلانی، لسان المیزان، ج5، ص113۔

Al-ʿAsqalānī, Lisān al-Mīzān, 5:113.

[17] ایضاً، ص114۔

Ibid, p. 114.

[18] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص94۔

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:94.

”ابو عمرو بن صلاح نے طبقات شافعیہ میں کہا: ابن حبان نے اپنے تصرفات میں فحش غلطی کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب الانواع[19] میں کہا: شاید کہ ہم نے تعداد کے لحاظ سے دو ہزار مشائخ سے زیادہ سے (روایات) لے کر لکھا ہے۔ میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ ارادے اسی طرح (بلند) ہونے چاہئیں، جبکہ ان کے پاس فقہ، (لغت) عربیہ، عظیم فضائل اور تصانیف بہت ہیں۔“

یعنی عین ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے بلند حوصلے (جو کہ امام ابن حبان میں ایک بڑی حد تک پایا جاتا ہے) کی وجہ سے اتنے مشائخ سے روایات لکھی ہوں، وہ کتب کثیرہ کے مصنف ہیں، لغت، فقہ، علم کلام، علوم حدیث اور مختلف علوم وفنون کے ماہر کے متعلق اس طرح کی بات کرنا کسی کو زیب نہیں دیتا، علماء اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ امام ابن حبان نے کثیر علماء و مشائخ سے اکتسابِ علم کیا ہے، مزید بر آں یہ بھی ممکن ہے کہ ابو عمرو بن صلاح کا یہ اعتراض ایک غلط فہمی کی بناء پر ہو، شاید انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ امام ابن حبان اپنے اس قول میں اپنی مایہ ناز کتاب ”المسند الصحیح“ کی بات کر رہے ہیں، جبکہ امام ابن حبان نے خود ”المسند الصحیح“ کے مقدمہ اس بات کی صراحت کر دی تھی کہ وہ اپنی اس کتاب میں صرف (۱۵۰) مشائخ سے روایات نقل کریں گے، لہذا اس توجیہ پر ابو عمرو بن صلاح اس نظریہ میں غلط فہمی کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔

امام ابن حبان آئمۂ اسلام کی نظر میں:

امام ابن حبان رحمہ اللہ اپنے زمانے کے اکابر محدثین میں سے ایک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کے چند مشہور تلامذہ میں ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری، ابو علی منصور بن عبد اللہ بن خالد ہروی، امام ابو الحسن علی دار قطنی، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن سلم، ابو بکر محمد بن احمد بن عبد اللہ نوقانی، ابو معاذ عبد الرحمٰن بن محمد بن علی بن رزق سجستانی، امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق عبدی المعروف ابن مندہ[20]

---

[19]۔ کتاب الانواع سے مراد صحیح ابن حبان ہے، یہ اس کا مختصر نام ہے۔ صحیح ابن حبان کا مکمل نام امام قرطبی اور ابن رشید الفہری نے ”المسند الصحيح على التقاسيم والانواع من غير وجود قطع فی سندها ولا ثبوت جرح في ناقليها“ بیان کیا ہے۔ (القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج3، ص74؛ ابن رشید، السنن الابین والمورد الامعن فی المحاکمہ بین الامامین فی السند المعنعن، 154)
Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qur'ān, 3:74; Ibn Rashīd, Al-Sunan al-Abīn wa al-Mawrid al-Amʿin fī al-Muḥākamah bayn al-Imāmayn fī al-Sanad al-Munʿan, p. 154.

[20]۔ علامہ ابن مندہ کتاب "معرفۃ الصحابہ"، "کنیٰ" اور "توحید" وغیرہ کے مصنف ہیں۔

اور ابو الحسن محمد بن احمد بن محمد زوزنی[21] شامل ہیں۔[22] امام حموی امام ابن حبان کے مذکورہ تلامذہ ذکر کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ (امام ابن حبان کے تلامذہ میں) ایسی کثیر جماعت (داخل ہے) جس کا شمار نہیں ہو سکتا"۔[23] امام ابن حبان رحمہ اللہ اپنے زمانے کے امام اور محدث کبیر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کثیر علماء آپ سے استفادہ کرنے میں کسی سستی کا شکار نہ ہوئے۔ امام ابن حبان کے کثیر تلامذہ اور بالخصوص آپ کے مشہورِ زمانہ تلامذہ سے یہ بات بڑی حد تک واضح ہو جاتی ہے کہ امام ابن حبان اپنے وقت کے ان آئمہ میں سے تھے، جن کی طرف طلبِ علم کی جستجو کرنے والوں کو ہجوم رہتا تھا، اور بعد ازاں یہی طلباء اپنے وقت کے امام اور محدث کبیر ہوئے۔ بقول امام حموی اور امام ابن بلبان علم حدیث کی تحصیل اور تعلیم کے حوالے سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد ابو حاتم البستی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے شب جمعۃ المبارک، ۲۲ شوال المکرم، ۳۵۴ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا، اور جمعہ کی نماز کے بعد اس مقام پر آپ کو سپردِ خاک کیا گیا، جس کو آپ نے بست شہر میں اپنے گھر کے قریب بنوایا تھا۔ اور ابو عبد اللہ الغنجار الحافظ نے تاریخ بخارا میں ذکر کیا کہ امام ابن حبان "سجستان" میں فوت ہوئے، لیکن آپ کی قبر "بست" میں معروف ہے، جس کی ابھی بھی زیارت کی جاتی ہے۔[24] ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال "بست" میں ان کے اس گھر میں ہوا، جہاں آج ان کے شاگردوں کا مدرسہ ہے، اور وہ مسافروں کا مسکن ہے، جہاں وہ علم حدیث اور علم فقہ سیکھنے کے لیے قیام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے وظائف مقرر ہیں، جس سے وہ خرچ حاصل کرتے ہیں، مزید بر آں وہاں کتابوں کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔[25] امام ذہبی آپ کی مدت حیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وقتِ وصال امام ابن حبان کی عمر ۸۰ برس (کے لگ بھگ) تھی۔[26] تاہم یہ امام ذہبی کا ایک اندازہ ہے، کیونکہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ علماء کو امام ابن

---

[21]۔ انہوں نے امام ابن حبان کی "صحیح" روایت کی ہے۔

[22] ابن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، المقدمہ، ج 1، ص 98-99۔
Ibn Bālbān, Al-Ihsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn e Ḥibān, Al-Muqaddimah, 1: 98-99.

[23]۔ الحموی، معجم البلدان، ج 1، ص 417۔

Al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:417.

[24] ایضاً، ص 419۔

Ibid, p. 419.

[25] ابن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، المقدمہ، ج 1، ص 99۔
Ibn Bālbān, Al-Ihsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn e Ḥibān, Al-Muqaddimah, 1:99.

[26]۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج 16، ص 102۔

حبان کی سن ولادت میں کامل تحقیق نہیں ہے۔چونکہ امام ابن حبان اپنے وقت کے امام، شیخ اور مختلف علوم وفنون میں ماہر تھے، اس لیے کثیر تعداد میں علماء نے آپ رحمہ اللہ کی تعریفات بیان کی ہیں، جن میں امام حاکم، امام ذہبی، امام ابن حجر عسقلانی، امام یاقوت حموی، امام قفطی، امام ابن کثیر اور دیگر بڑے نام شامل ہیں، جن میں سے چند ایک کو بیان کیا جارہاہے۔امام ابوعبد اللہ الحاکم اور امام قفطی، اور امام اسنوی امام ابن حبان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"كان من أوعية العلم في اللغة والفقه والحديث والوعظ من عقلاء الرجال"[27]

"(امام ابن حبان) انتہائی سمجھدار اور لغت، فقہ، حدیث اور وعظ میں بھرپور مہارت والے اور عقلمند انسانوں میں سے ایک تھے۔" یاقوت الحموی معجم البلدان میں رقمطراز ہیں:

كان مكثرا من الحديث والرحلة والشيوخ، عالما بالمتون والأسانيد، أخرج من علوم الحديث ما عجز عنه غيره، ومن تأمّل تصانيفه تأمّل منصف، علم أن الرجل كان بحرا في العلوم"[28]

"وہ (امام ابن حبان) حدیث، طلب حدیث اور شیوخ کے اعتبار سے بہت بڑی تعداد پر فائز تھے، متون اور اسانید کے عالم تھے۔ آپ نے علوم حدیث سے وہ علوم نکالے، جس سے دوسرے لوگ عاجز تھے۔اپنی تصانیف میں منصفانہ غور وفکر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ (گویا) آپ علوم میں ایک سمندر (کی حیثیت رکھتے) تھے۔"

امام ابن حجر العسقلانی اور امام ذہبی فرماتے ہیں: "كان من أئمة زمانه"

"وہ (امام ابن حبان) اپنے زمانے کے آئمہ میں سے تھے۔" مزید لکھتے ہیں:

"وكان عارفا بالطب والنجوم والكلام والفقه رأسا في معرفة الحديث"[29]

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:102.

27 علی بن الحسن ابن عساکر، تاریخ دمشق (دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1415ھ، 1995ء)، ج52، ص251؛ جمال الدین علی بن یوسف ابن قفطی، انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 1424ھ) ج3، ص122؛ ابن حبان، مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، ج1، ص16۔

Alī ibn al-Ḥasan Ibn ʿAsākir, Tārīkh Dimashq (Dār al-Fikr li'l-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1415 H / 1995 CE), 52:251; Jamāl al-Dīn ʿAlī ibn Yūsuf Ibn Qifṭī, Anbāh al-Ruwāh ʿalā Anbāh al-Nuḥāh (Beirut: Al-Maktabah al-ʿAnṣārīyah, 1424 H), 3:122; Ibn e Ḥibān, Mashāhir ʿUlamāʾ al-Amṣār wa Aʿlām Fuqahāʾ al-Aqṭār, 1:16.

28 الحموی، معجم البلدان، ج1، ص415۔

Al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:415.

29 العسقلانی، لسان المیزان، ج5، ص112؛ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج3، ص506۔

Al-ʿAsqalānī, Lisān al-Mīzān, 5:112; Dhahabī, Mizān al-Iʿtidāl, 3:506.

”اور وہ (امام ابن حبان) طب، نجوم، کلام اور فقہ کے ماہر، جبکہ حدیث کی معرفت میں اصل و اساس کی حیثیت رکھتے تھے۔“ امام ابن کثیر رقمطراز ہیں:

”محمد بن حبان بن أَحْمَدَ بْنِ حِبَّانَ بْنِ مُعَاذِ بْنِ مَعْبَدٍ أبو حاتم البستي صاحب الأنواع والتقاسيم، وأحدا الْحُفَّاظِ الْكِبَارِ الْمُصَنِّفِينَ الْمُجْتَهِدِينَ“[30]

”محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ابو حاتم البستی صاحب "الأنواع والتقاسیم" کبار مصنفین، مجتہدین اور حفاظ میں سے ایک تھے۔“

امام جلال الدین سیوطی، امام صلاح صفدی، امام ابن تغری بردی، امام عبد اللہ بن محمد استر اباذی اور امام سبکی بیان کرتے ہیں: ”كَانَ من فُقَهَاء الدّين وحفاظ الْآثَار عَالما بالطب والنجوم وفنون الْعلم“[31]

”(ابن حبان) فقہاء دین اور آثار کے حفاظ میں سے ایک تھے، جبکہ طب، نجوم اور مختلف علوم و فنون کا علم رکھنے والے تھے۔“ امام ابن بلبان لکھتے ہیں:

---

[30] اسماعیل بن عمر ابن کثیر القرشی، البدایہ والنھایہ، (دار الفکر، 1407ھ / 1986ء)، ج11، ص259۔

Ismāʿīl ibn ʿUmar Ibn Kathīr al-Qurashī, Al-Bidāyah wa al-Nihāyah (Dār al-Fikr, 1407 H / 1986 CE), 11:259.

[31] جمال الدین یوسف الظاہری، النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ(مصر:وزارة الثقافة والارشاد القومی، دار الکتب، س،ن)، ج3، ص342؛ تاج الدین عبد الوھاب بن تقی الدین سبکی، طبقات الشافعية الكبرٰی (ہجر للطباعة والنشر والتوزيع، ط2، 1413ھ)، ج3، ص131؛ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، طبقات الحفاظ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط1، 1403ھ) ، ص175؛ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی، الوافی بالوفیات (بیروت: دار احیاء التراث، 1420ھ، 2000ء)، ج2، ص236؛ ابن حبان، مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، ج1، ص15۔

Jamāl al-Dīn Yūsuf al-Ẓāhirī, Al-Nujūm al-Zāhirah fī Mulūk Miṣr wa al-Qāhirah (Egypt: Ministry of Culture and National Guidance, Dār al-Kutub), 3:342; Tāj al-Dīn ʿAbd al-Wahhāb ibn Taqī al-Dīn Subkī, Ṭabaqāt al-Shāfiʿīyah al-Kubrā (Hijr li'l-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 2nd edition, 1413 H), 3:131; Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr al-Suyūṭī, Ṭabaqāt al-Ḥuffāẓ (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1st edition, 1403 H), p. 175; Ṣalāḥ al-Dīn Khalīl ibn Ayybak Ṣafadī, Al-Wāfī bi al-Wafayāt (Beirut: Dār Aḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1420 H / 2000 CE), 2:236; Ibn e Ḥibān, Mashāhir ʿUlamāʾ al-Amṣār wa Aʿlām Fuqahāʾ al-Aqṭār, 1:15

"هو الإمام العالم الفاضل المتقن المحقق الحافظ العلامة محمد بن حبان بن أحمد ---القاضي أحد الأئمة الرحالين والمصنفين--- ذكره الأمير في حبان بكسر الحاء المهملة ولي القضاء بسمرقند وكان من الحفاظ الأثبات."[32]

"وہ امام ،عالم ،فاضل،متقن، محقق،حافظ ،علامہ محمد بن حبان بن احمد ہیں---یہ قاضی تھے اور (علم حدیث کی طلب میں)سفر کرنے والے اور (علم حدیث کے موضوع پر) تصنیف کرنے والے آئمہ میں سے ایک ہیں---امیر نے امام حبان (حاء کے کسرہ کے ساتھ)کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:یہ (امام ابن حبان) سمرقند کے قاضی بنے اور حافظ الحدیث اور ثبت تھے۔" ابو سعد عبد الرحمٰن بن احمد الادریسی بیان کرتے ہیں:

"أبو حاتم البستي كان من فقهاء الناس وحفاظ الاثار المشهورين في الامصار والاقطار عالما بالطب والنجوم وفنون العلوم الف المسند الصحيح والتاريخ والضعفاء والكتب المشهورة في كل فن وفقه الناس بسمرقند ثم تحول الى بست"[33]

"ابو حاتم بستی فقیہ لوگوں میں سے تھے،شہروں میں آثار کے مشہور حفاظ میں سے ایک،طب، نجوم اور مختلف علوم و فنون کے عالم تھے۔ آپ نے المسند الصحیح،التاریخ والضعفاء اور ہر فن میں کئی کتب مشہورہ لکھیں اور سمرقند میں لوگوں کو(علم دین) سمجھایا،پھر اپنے علاقے بست کی طرف واپس آگئے۔"امام خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"وكان ابن حبان ثقة نبيلا فاضلا"[34]"(امام)ابن حبان ثقہ، نبیل اور ایک فاضل انسان تھے"

امام ابن عماد الحنبلی بیان کرتے ہیں:

"العالم الحبر والعلامة البحر كان حافظا اماما حجة احد اوعية العلم في الحديث والفقه واللغة والوعظ وغير ذلك حتى الطب والنجوم والكلام"[35]

---

[32] ابن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، المقدمہ، ج1ص99-97۔
Ibn Bālbān, Al-Ihsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn e Ḥibān, Al-Muqaddimah, 1:97-99.

[33] ابن حبان، مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، ج1، ص15۔

Ibn e Ḥibān, Mashāhir ʿUlamāʾ al-Amṣār wa Aʿlām Fuqahāʾ al-Aqṭār, 1:15.

[34] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص94؛ ابن حبان، مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، ج1، ص17۔
Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:94; Ibn e Ḥibān, Mashāhir ʿUlamāʾ al-Amṣār wa Aʿlām Fuqahāʾ al-Aqṭār, 1:17.

[35] ابن حبان، مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، ج1، ص16۔
Ibn e Ḥibān, Mashāhir ʿUlamāʾ al-Amṣār wa Aʿlām Fuqahāʾ al-Aqṭār, 1:16.

"(امام ابن حبان) نیک عالم، علامۃ البحر (اپنے وقت کے) امام، حجہ، حدیث، فقہ، لغت، اور وعظ وغیرہ حتیٰ کہ طب، نجوم اور کلام کے علوم کو محفوظ کرنے والے تھے۔"

امام ابن اثیر فرماتے ہیں: "امام عصره له تصانيف لم يسبق إليها"[36]

"(امام ابن حبان) اپنے زمانے کے امام تھے، جن کی ایسی تصانیف تھیں کہ ان سے پہلے ایسی تصانیف کوئی پیش نہ کر سکا۔" امام ذہبی لکھتے ہیں:

"وَكَانَتِ الرحلَةُ إِلَيْهِ لسمَاعِ كتُبِهِ"[37] "آپ کی کتب کے سماع کے لیے آپ کی طرف سفر کیا جاتا تھا۔"

امام حموی رقمطراز ہیں: "الحاكم أبو حاتم كبير في العلوم وكان يحسد لفضله وتقدّمه"[38]

"حاکم ابو حاتم (امام ابن حبان) علوم میں بڑے ماہر تھے اور آپ کی فضیلت اور (علوم میں) مقدم ہونے کی وجہ سے آپ سے حسد کیا جاتا تھا۔"

امام ابن حبان کے مقام و مرتبہ اور علوم میں مہارت کا اندازہ خود ان کے قول سے بھی لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ امام ابن حبان اپنی صحیح میں خود اپنے بارے لکھتے ہیں: "ولعلنا قد كتبنا عن أكثر من ألفي شيخ من إسبيجاب إلى الإسكندرية[39] ولم نرو في كتابنا هذا إلا عن مائة وخمسين شيخا أقل أو أكثر"[40]

---

[36] ایضاً

Ibid

[37] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص94۔

Dhahabī, Sīr Aʿlām al-Nubalāʾ, 16:94.

[38] الحموی، معجم البلدان، ج1، ص419۔

Al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:419.

[39] اسبیجات کو امام حموی نے اسفیجاب بھی لکھا ہے: " أَسْفِيجَاب: بالفتح ثم السكون، وكسر الفاء، وياء ساكنة، وجيم، وألف، وباء موحدة: اسم بلدة كبيرة من أعيان بلاد ما وراءَ النهر فی حدود تركستان" یہ ترکستان کی حدود میں ماوراء النہر کے شہروں میں سے ایک بڑا شہر ہے۔ (یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج1، ص179)

Yāqūt al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:179.

امام حموی نے اسکندریہ کے 13 مقام لکھے اور کہا: "جميع ما ذكرنا من المدن ليس فيها ما يعرف الآن بهذا الاسم إلا الإسكندرية العظمى التي بمصر" اب اسکندریہ صرف اس علاقے پر بولا جاتا ہے، جو مصر میں ہے۔ (یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج1، ص182)

Yāqūt al-Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, 1:182.

[40] ابن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، المقدمہ، ج1، ص152۔

Ibn Bālbān, Al-Ihsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn e Ḥibān, Al-Muqaddimah, 1:152.

”شاید کہ ہم نے اسبیجاب سے لے کر اسکندریہ تک، دو ہزار شیوخ سے زیادہ تعداد سے (احادیث سن کر) لکھی ہوں، تاہم، ہم نے اس کتاب میں کم و بیش (۱۵۰) شیوخ سے روایت کیا ہے۔“

خلاصۂ کلام

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم اور شاندار علمی سرمایہ کی حامل شخصیت ہیں، گذشتہ کثیر علما و محققینِ اسلام نے آپ اور آپ کی کتب سے اخذ و استفادہ کیا ہے، قدیم محققین کی بہتات آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئی ہے، کثیر علوم و فنون میں دلچسپی، شوق، لگن کے ساتھ ساتھ مہارت، کتبِ کثیرہ اور معزز علماء و مشائخ کی تعریفات سے عیاں ہوتا ہے کہ امام ابن حبان عالم اسلام میں اپنے دور کے ایک شاندار مثال تھے، جن کو ان کے بعد کے ہر دور کے علماء و محققینِ اسلام نے سراہا ہے۔ اس سے اسلامی علمی حلقوں میں امام ابن حبان کے ذخیرۂ علم سے اخذ و استفادہ کرنے کی ضرورت و اہمیت عیاں ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امام ابن حبان کے عظیم علمی سرمایہ کی طرف عصری اسلامی محققین بھی التفات کریں، تاکہ ان میں تحقیق کا رجحان پیدا ہو۔ نت نئے مسائل کے تدارک و ازالہ اور اس ضمن میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ اور اسلامی تعلیمات سے حتیٰ الامکان اخذ و استفادہ کا جذبہ و حوصلہ پیدا ہو۔ نیز صحیح معنوں میں اسلامی علوم و فنون سے نئی نسل کو آگاہی ہو، جن سے وہ اپنے سیاسی، معاشرتی، سماجی اور علمی و عملی امور سنوار سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License